

# کتاب یوئیل اور لاودیکہ کی سیونتھ ڈے ایڈوینٹسٹ چرچ - نمبر اکیس

Jeff Pippenger

2025-12-31

## نمبر اکیس

اور جب سے روزانہ قربانی موقوف کی جائے گی اور ویرانی کرنے والی مکروہ چیز قائم کی جائے گی، ایک ہزار دو سو نوے دن ہوں گے۔ دانی ایل 12:11

22 اکتوبر 1844 سے، نبوی وقت کا انطباق، اُن لوگوں کے لیے جو کلام حق کو درست طور پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں، اب نبوت کا صحیح انطباق نہیں رہا۔ آیت گیارہ میں 1290 برس کی مدت کو 1844 کے بعد ایک علامتی مدت کے طور پر منطبق کیا جانا ہے، اور 1844 کے بعد کا یہ انطباق، یا "وقت" کے عناصر کے بغیر کسی مدت کا انطباق، لازماً سچائی کی اُس بنیادی سمجھ کو برقرار رکھے جو 1844 سے پہلے سمجھا جاتا تھا۔ 1290 میں پہلے 30 کی مدت ہے، جس کے بعد 1260 آتے ہیں۔ 1844 سے پہلے سمجھ یہ تھی کہ 508 سے 538 تک کے تیس سال، ضدِ مسیح کی اُس حکمرانی کی تیاری کی مدت کی نمائندگی کرتے تھے جو 538 سے 1798 تک جاری رہی۔

پولس دوسری تسالونیکوں میں تیس سالہ انتقالی دور کو موضوع بناتا ہے۔ وہ "وقت" کے عنصر کا کوئی حوالہ نہیں دیتا، مگر ان تیس برسوں میں بت پرستی کے پاپائیت کو راستہ دینے کی نبوتی خصوصیات کی نشاندہی کرتا ہے۔ پھر پاپائی حکومت کا آغاز ہوا۔ تاریخی فہم، وقت کے کسی عنصر کے بغیر، بائبل کی نبوت کی چوتھی سلطنت سے پانچویں سلطنت کی طرف منتقلی کی نشاندہی کرتا ہے، جس کے بعد پاپائیت کے دو خونریز قتل عام میں سے پہلا پیش آیا، اور یوں یہ اس منتقلی کی تمثیل بنتی ہے جس میں چھٹی سلطنت اڑدہا، درندہ اور جھوٹے نبی کے سہ گانہ اتحاد تک پہنچتی ہے، اور دوسرا پاپائی خونریز قتل عام وقوع پذیر ہوتا ہے۔

تیس سالہ تیاری جس کے بعد ایک نبوتی دور آتا ہے، خدا کی برگزیدہ قوم کے ساتھ اس کے عہد کی ایک بنیادی علامت ہے۔ تیس برس کے دوران دو طاقتوں کی منتقلی، جس کے بعد ظلم و ستم کے 1260 برس آتے ہیں، مسیح کی تیس سالہ تیاری کے ساتھ ہم آہنگ ہے، جس کے بعد نجات کے 1260 دن آتے ہیں۔ ضدِ مسیح کی تیس سالہ تیاری، مسیح کی تیس سالہ تیاری کی جعلی نقل تھی۔ ان تیس برسوں کا اختتام یا تو مسیح کو اُن کے پتسمہ کے وقت اختیار بخشے جانے کی نشاندہی کرتا ہے، یا 538 میں ضدِ مسیح کو اختیار ملنے کی۔ ضدِ مسیح کو اختیار سابقہ سلطنت کی معاشی اور عسکری حمایت سے ملا، اور جو قدرت مسیح پر نازل ہوئی وہ اس سابقہ بادشاہی سے آئی جیسے وہ تیس سال پہلے چھوڑ آئے تھے۔

دو ادوار کے درمیان وقفہ اختیار کے عطا ہونے سے متعین ہوتا ہے، اور ابرام اور پولس کے بیان کردہ دو ادوار کے اس وقفے کو سادہ تقابل سے پہچانا جاتا ہے۔ ابرام اور پولس کی تیس برس کی تفریق میں، تیاری کا دور ابتدائی تیس برس تھا جو عمل عہد کی نمائندگی کرتا تھا، اور جس نے ابرام کی نسل کو مصر میں غلامی کی پیشین گوئی کو پورا کرنے کے قابل بنایا۔ چار سو تیس برس میں مزید علامتی تقسیم بھی ہے، کیونکہ درست اطلاق کے تحت پہلے دو سو پندرہ برس کی نمائندگی خدا کے نمائندے اور فرعون کرتے ہیں۔ یوسف اور پہلے دو سو پندرہ برس کے لیے فرعون نیک تھا، اور موسیٰ اور دوسرے دو سو پندرہ برس کے لیے فرعون برا تھا۔

وہ تقسیم چار نسلوں کے دو ادوار کی نشاندہی کرتی ہے۔ پہلی چار نسلوں کو دوسری چار نسلوں پر سطر بہ سطر رکھا جا سکتا ہے، اور ایسا کرنے میں، یوسف اور موسیٰ—نبوی الفا اور اومیگا—کا سامنا ایک الفا-اچھا فرعون اور ایک اومیگا-برا فرعون سے ہوتا ہے۔ اس متوازی غور و فکر سے بڑی روشنی حاصل کی جا سکتی ہے، مگر میں صرف یہ نشان دہی کر رہا ہوں کہ چوتھی نسل کے بارے میں ابرام کی پیشگوئی چار سو تیس برسوں میں چار نسلوں کے دو گواہوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ چار نسلوں کی یہ دوہری نمائندگی پیدائش کے باب چار اور پانچ کے نسب ناموں میں ملتی ہے۔ جب ہم قائن اور شیث کو نسلی فہرستوں کے آغاز کے طور پر لیتے ہیں، تو ہم پاتے ہیں کہ شیث سے نوح تک آٹھ نسلیں ہیں، اور جب اسے درمیان سے تقسیم کیا جائے تو چار نسلوں کے دو ادوار کی نمائندگی ہوتی ہے۔ یہ بات شیث اور قائن دونوں کے آٹھ پشتوں پر مشتمل نسلی خطوط میں دیکھی جاتی ہے۔

باب چار اور پانچ کے نسب ناموں کے سلسلے نوح پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ نوح انسانیت کے ساتھ خدا کے عہد کی علامت ہیں جسے قوس قزح سے ظاہر کیا گیا ہے۔ ابرام خدا کی برگزیدہ قوم کے ساتھ عہد کی علامت ہیں جسے ختنہ کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ دونوں عہد ہمیشہ باہم مربوط رہے ہیں، اور پیدائش باب گیارہ—جہاں ہم طوفان نوح کے فوراً بعد برج بابل دیکھتے ہیں—وہی جگہ ہے جہاں وہ نسب نامہ بیان ہوا ہے جو ابرام تک پہنچتا ہے۔ اس عبارت میں دس پشتیں ہیں، آٹھ نہیں۔ ابرام تک جانے والی عبارت اور نوح تک جانے والی عبارت دونوں میں نوحی اور ابراہیمی عہد کی نمائندگی کی گئی ہے۔

باب گیارہ کے اُس اقتباس میں جو ایک برگزیدہ قوم سے مخاطب ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ اُن نسلوں میں سے دو بڑی روشنی سے لبریز ہیں۔

اور عابر نے چونتیس برس جئے اور فالج کا باپ ہوا۔ اور عابر فالج کے پیدا ہونے کے بعد چار سو تیس برس جیتا رہا اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اور فالج نے تیس برس جئے اور رعو کا باپ ہوا۔ پیدائش 11:16-19۔

‘عابر’ کا حوالہ اُس عبرانی لفظ کے اولین ذکر کے طور پر آتا ہے جو بالآخر ‘عبرانی’ کہلایا۔ منتخب قوم کے نسب نامہ میں، دس پشتوں میں سے ایک کا نام ‘عبرانی’ رکھا گیا، اور یہی وہ نام تھا جس سے اس منتخب قوم کو شناخت ہونا تھا۔ تین آیات میں عابر اور فالج کا ذکر منتخب عبرانی نسل کی امتیازی حیثیت کو نشان زد کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ ‘عابر’ کے معنی ‘عبور کرنا’ یا ‘عبور کرنے والا’ ہیں، اور یہی ‘عبرانی’ لفظ کی جڑ ہے۔ ابرام اُن لوگوں کی علامت ہے جو بابل سے سرزمین موعود کی طرف عبور کرتے ہیں۔ ‘فالج’ کے معنی ‘تقسیم’ یا ‘شق’ ہیں، جیسا کہ پیدائش 10:25 میں مذکور ہے، جہاں بتایا گیا ہے کہ فالج کے ایام میں ‘زمین تقسیم ہوئی’۔

عابر اور فالج اُن کے لیے ایک نبوتی تقسیم کی نمائندگی کرتے ہیں جو کلام حق کو درست طور پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ نوح کے نسب نامے نے آٹھ آٹھ کے دو سلسلے پیدا کیے، جو چار چار پشتوں کے دو مجموعوں کی نمائندگی کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے مصر میں 430 سال بھی یہی نمائندگی کرتے ہیں۔ پیدائش باب گیارہ کا نسب نامہ آٹھ نہیں بلکہ دس کا ہے، کیونکہ یہ ایک برگزیدہ قوم کا نسب نامہ ہے۔ یہ برگزیدہ لوگ پانچ پانچ کے دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں، یوں وہ دس کنواریوں کی تمثیل کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں، جو خدا کے اہل عہد کی تمثیل ہے۔

اسی منتخب قوم کے شجرہ نسب میں، فالج کا نام اور اس کی تاریخی تکمیل دانا اور نادان کنواریوں کے دو طبقوں کی تقسیم کی نمائندگی کرتے ہیں، عین اس موڑ پر، جب بائبل کی تاریخ میں زمین برج بابل پر تقسیم ہوئی تھی۔ دس کی فہرست میں فالج پانچواں ہے، کیونکہ وہ دس کا وسط ہے۔ عابر عبرانی، جس کی مثال ابرام سے دی گئی ہے، ایک نادان کنواری کی نمائندگی کرتا ہے جو پار ہو کر دانا کنواری بن جاتی ہے، جب آدھی رات کی پکار پر دونوں طبقے جدا کیے جاتے ہیں۔ عابر، جو نام کے اعتبار سے پہلا عبرانی ہے، عہد کے اعتبار سے پہلے عبرانی ابرام کی نمائندگی کرتا ہے۔ جب خداوند نے ابرام کو بابل

سے باہر نکلنے کے لیے بلایا، تو یہ آدھی رات کی پکار کے پیغام کی تمثیل تھی، جو دوسرے فرشتے کی تقویت ہے، جو مردوں اور عورتوں کو بابل سے نکل آنے کے لیے پکارتا ہے۔

دس کنواریوں کی تمثیل اس طرح پیش کی گئی ہے کہ عابر اور فالج باہر نکلنے کی پکار کی نمائندگی کرتے ہیں، بالکل اُس سے پہلے جب فالج کی تقسیم کی لکیر مہلت کے دروازے کو بند کر دیتی ہے۔ نبوی نسبت میں عابر فالج کے بعد 430 برس زندہ رہا، اور فالج پھر 30 برس زندہ رہا۔ ابرام کے سہ گانہ عہد کے پہلے قدم کی نمائندگی عابر اور فالج نے کی۔ ابرام، عابر کی حیثیت سے، اور فالج دو طبقات کے درمیان حدِ فاصل کی حیثیت سے۔ ابرام کی نبوت میں پولس کا اضافہ، عابر کی نبوت میں فالج کے اضافے کے مانند ہے۔ عابر نے 400 برس کا اعلان کیا، لیکن فالج نے 430 برس متعین کیے۔ لہذا فالج نے پولس کی نمائندگی کی، اور پولس نے 400 برس میں 30 برس کا اضافہ کیا، اور پولس کی خدمت یہ تھی کہ بائبل کی نبوت کے "فالج" کی شناخت کرائے۔ بائبل کی نبوت کے "فالج" جسے پولس نے متعین کیا، نے قوم کی تقسیم کی نمائندگی کی کہ وہ حرفی سے روحانی بن گئی۔

سام سے پیلیگ تک پانچ پشتیں ہیں، اور رو سے ابرام تک بھی پانچ۔

اور اُس نے ابرام سے کہا، یقیناً جان لے کہ تیری نسل ایک ایسے ملک میں پر دیسی ہوگی جو اُن کا نہیں، اور وہ اُن کی خدمت کرے گی؛ اور وہ اُن کو چار سو برس تک ستائیں گے۔ پیدائش 15:13۔

پس ابراہیم اور اُس کی نسل کے لیے وعدے کیے گئے۔ وہ یہ نہیں کہتا، "اور نسلوں کے لیے" گویا بہت سوں کے لیے؛ بلکہ "اور تیری نسل کے لیے" یعنی ایک کے لیے—اور وہ مسیح ہے۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو عہد خدا نے مسیح میں پہلے ہی قائم کیا تھا، اسے چار سو تیس برس بعد آنے والی شریعت منسوخ نہیں کر سکتی تاکہ وعدہ بے اثر ہو جائے۔ کیونکہ اگر میراث شریعت سے ہو تو پھر وہ وعدے سے نہیں؛ مگر خدا نے وہ ابراہیم کو وعدہ کے وسیلہ سے بخشی۔ گلتیوں 3:16-18۔

تیس سال کی عمر

یسوع کی عمر تیس برس تھی جب اُس نے اپنی خدمت شروع کی۔

اور خود یسوع کی عمر قریباً تیس برس کی تھی، اور وہ (جیسا کہ سمجھا جاتا تھا) یوسف کا بیٹا تھا، جو ہالی کا بیٹا تھا۔ لوقا 3:23۔

یوسف نے تیس برس کی عمر میں مصر میں فرعون کی خدمت شروع کی۔

اور جب یوسف مصر کے بادشاہ فرعون کے حضور حاضر ہوا تو وہ تیس برس کا تھا۔ اور یوسف فرعون کے حضور سے نکل کر تمام ملک مصر میں چلا پھرا۔ پیدائش 41:46۔

نبی حزقی ایل تیس برس کے تھے جب انہوں نے اپنی خدمت شروع کی، اور ان کی خدمت بائیس سال تک جاری رہی۔

اور ایسا ہوا کہ تیسویں برس میں، چوتھے مہینے کے پانچویں دن، جب میں دریائے کیبار کے کنارے اسیروں کے درمیان تھا، آسمان کھل گئے، اور میں نے خدا کی روپا دیکھی۔ حزقی ایل 1:1۔

حزقی ایل کی تحریروں میں تاریخی حوالہ جات کسی بھی دوسرے نبی کی نسبت زیادہ ہیں۔ حزقی ایل کی تحریروں میں متعین کی جا سکنے والی تاریخوں کے تیرہ براہِ راست حوالے ملتے ہیں، اور بائبل کے علما اور مؤرخین نادانستہ طور پر اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اس کی خدمت بائیس برس پر محیط تھی، حالانکہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ بائیس ایک لاکھ چوالیس ہزار کی علامت ہے۔

بادشاہ داؤد کی عمر تیس سال تھی جب اُس نے حکومت شروع کی، اور اُس نے چالیس سال تک حکومت کی۔

جب داؤد نے سلطنت کرنا شروع کیا تو اس کی عمر تیس برس تھی، اور وہ چالیس برس تک سلطنت کرتا رہا۔ حبرون میں اس نے یہوداہ پر سات برس اور چھ مہینے سلطنت کی؛ اور یروشلیم میں اس نے تمام اسرائیل اور یہوداہ پر تینتیس برس سلطنت کی۔ 2 سموئیل 5:4، 5.

داؤد کی چالیس سالہ حکمرانی کا عدد علامتی ہے، اور چالیس کا یہ زمانہ ابرام اور پولس کے 430 برسوں کی مانند ہے، کیونکہ یہ چالیس برس دو حصوں میں منقسم ہیں (ساڑھے سات اور تینتیس برس)۔ داؤد کی چالیس سالہ حکمرانی کے ان دو ادوار میں ایک اضافی نبوتی معما بھی ہے، کیونکہ بائبل کی ایک اور شہادت ان دونوں عرصوں کو سات برس اور تینتیس برس کے طور پر درج کرتی ہے۔ سموئیل ثانی میں مذکور اضافی چھ ماہ کس بات کی نمائندگی کرتے ہیں، اور ساڑھے سات اور تینتیس مل کر چالیس کیسے بنتے ہیں؟ چھ ماہ کا ایک تداخل ہے جو ضرور کسی نبوتی سچائی کی نمائندگی کرتا ہے۔

اور اسرائیل پر داؤد کی سلطنت کی مدت چالیس برس تھی: اُس نے سات برس حبرون میں سلطنت کی، اور تینتیس برس یروشلیم میں سلطنت کی۔ 1 سلاطین 2:11.

22 ایک علامتی عدد ہے جو الوہیت اور انسانیت کے امتزاج کی نمائندگی کرتا ہے، اور حزقی ایل کی خدمت بائیس سال تک جاری رہی۔ یوسف کے چودہ سال سات سات سال کے دو ادوار میں تقسیم ہیں، مسیح کے عہد کا ہفتہ دو برابر 1260 دن کے ادوار میں منقسم ہے، اور داؤد کی چالیس سالہ حکمرانی دو ادوار میں منقسم ہے، جنہیں ایک اضافی علامت آپس میں جوڑتی ہے۔

یسوع نبی، کاہن اور بادشاہ ہے۔ آخری ایام میں وہ اپنی کلیسیا ظفرمند کو ایک علم کے طور پر بلند کرے گا، اور اس کلیسیا کی نمائندگی مسیح کرتے ہیں—جو نبی، کاہن اور بادشاہ ہیں اور جنہوں نے اپنی الوہیت کو انسانیت کے ساتھ متحد کیا—اور انسانوں کی نمائندگی حزقی ایل نبی، یوسف کاہن اور داؤد بادشاہ کرتے ہیں۔ یہ چار علامات اس بھٹی میں تین بزرگوں کی نمائندگی کرتی ہیں جو معمول سے سات گنا زیادہ تپا دی گئی تھی، اور پھر چوتھا ظاہر ہوا، اور وہ خدا کے بیٹے کی مانند تھا۔ نیوکدنصر کے سنہری بت کی تقریب میں تمام دنیا کی نمائندگی موجود تھی، اور سب نے دیکھا کہ کلیسیا ظفرمند ایک انسانی نبی، ایک انسانی کاہن اور ایک انسانی بادشاہ پر مشتمل ہے، جسے چوتھی الہی ہستی سہارا دے رہی تھی۔

شیطان نے دنیا کو اسیر کر لیا ہے۔ اس نے ایک بت پرستانہ سبت رائج کیا ہے، ظاہراً اسے بڑی اہمیت دے کر۔ اس بت پرستانہ سبت کے لیے اس نے مسیحی دنیا کا خراج عقیدت خداوند کے سبت سے چرا لیا ہے۔ دنیا ایک روایت، انسان کے بنائے ہوئے حکم کے آگے جھکتی ہے۔ جس طرح نیوکدنصر نے میدان دورا میں اپنا سونے کا بت کھڑا کیا اور یوں اپنے آپ کو بلند کیا، اسی طرح شیطان اس جھوٹے سبت میں اپنے آپ کو بلند کرتا ہے، جس کے لیے اس نے آسمانی لبادہ چرا لیا ہے۔ ریویو اینڈ پیرالڈ، 8 مارچ، 1898.

## عدد چار

پیغمبرانہ سطح پر، چالیس ابرام کے چار سو کا دسواں حصہ ہے، اور چار، چالیس کا دسواں حصہ ہے۔ جو بھی پیغمبرانہ خصوصیت عدد چار میں پائی جاتی ہے، اسے چالیس کے علامتی مفہوم کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیے، اور یہ مفہوم اپنی باری میں چار سو کے علامتی مفہوم کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ سیاق کے لحاظ سے، چار اکثر "عالمگیر" کی نمائندگی کرتا ہے، جو ایک مانوس فہم ہے، لیکن یہ "ترقی کا عمل" اور بعض سیاق میں "تدریجی تباہی" کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔

سات نرسنگوں میں سے پہلے چار مغربی روم کی تدریجی تباہی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ قسطنطنیہ میں مشرقی روم کا اختتام چار عثمانی سلاطین کے زیر اطاعت ہونے پر ہوا۔ مرحلہ بہ مرحلہ مشرقی اور مغربی روم چار ادوار میں، جن کی نمائندگی چار نرسنگے کرتے ہیں، بکھرتے گئے، جبکہ پانچویں اور چھٹے نرسنگوں میں اسلام کے ہاتھوں بھی ان کا زوال ہوا۔ یہ دونوں سلسلے مل کر نرسنگوں کے چار ادوار میں روم کے زوال کی نشان دہی کرتے ہیں، جبکہ اسلام کے ساتھ بڑھتی ہوئی جنگ اس آخری انجام تک پہنچاتی ہے جب اسلام کے چار سلاطین سلطنت پر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ مشرق و مغرب کی تاریخ کا آغاز 330 میں قسطنطنیہ کے ہاتھوں سلطنت کی تقسیم سے ہوا۔

روم مغرب کے چار نرسنگوں کا آغاز 330ء میں ہوا، اور پانچواں اور چھٹا نرسنگا اس قوت کی نمائندگی کرتے ہیں جو روم مشرق کو گرا دیتی ہے، اور روم مشرق کا آغاز بھی 330ء میں ہوا۔ 538ء میں پاپائی اقتدار کو دنیا کے تخت پر بٹھانے کے کام میں روم مشرق اور روم مغرب دونوں نے حصہ لیا، لہذا مغربی اور مشرقی کے یہ دو سلسلے ریاست ہائے متحدہ کے دو سینگوں کی علامت ہیں، جو اتوار کے قانون کے وقت پاپائی اقتدار کو دوبارہ تخت پر بٹھاتا ہے۔ نبوی تناظر میں روم مغرب کلیسائی سیاست کی علامت ہے اور روم مشرق ریاستی سیاست کی علامت ہے۔

مغربی اور مشرقی روم کے زوال کی تاریخ کے سیاق میں پاپائی روم کی تاریخ بیان کی جاتی ہے۔ شاگردوں کی کلیسیا، جس کی نمائندگی افسس کرتی ہے، سے آغاز کرتے ہوئے، پہلی تین کلیسیائیں چوتھی کلیسیا تک کی راہ ہموار کرتی ہیں، جو 538 سے 1798 تک پاپائیت ہے۔ مکاشفہ باب تیرہ میں پاپائیت کی نشاندہی اس طور پر کی گئی ہے کہ وہ بیالیس ماہ حکومت کرے گی، جب اس کا 1798 کا مہلک زخم اتوار کے قانون پر شفایاب ہو جائے گا۔ 1844 کے بعد "وقت اب نہیں رہا"، لہذا بیالیس ماہ اتوار کے قانون سے لے کر میکائیل کے کھڑا ہونے تک کے ایذا رسانی کے دور کی علامت ہیں۔ بانیان یہ سمجھتے تھے کہ کلیسیائیں، مہرین اور نرسنگے تاریخ کی تین ایسی لکیریں ہیں جو ایک دوسرے کے متوازی چلتی ہیں۔ مغربی روم کی نبوی شہادت کو مشرقی روم کی لکیر اور پاپائی روم کی لکیر پر منطبق کرنا وہ نبوی اطلاق نہیں جسے ملر کے پیروکاروں نے اختیار کیا تھا، تاہم یہ طریقہ ان کی قائم کردہ تفہیمات میں سے کسی کی بھی مخالفت نہیں کرتا۔

سطر بہ سطر، پہلے چار نرسنگوں کو اُس تاریخ پر منطبق کرنا ہے جس کی نمائندگی پانچویں اور چھٹے نرسنگے کرتے ہیں۔ پھر پہلی تین کلیسیاؤں کی وہ لکیر آتی ہے جو چوتھی کلیسیا کی نمائندگی کردہ پاپائی مظالم کے دور تک لے جاتی ہے۔ ایک خط پر چار نرسنگے، دوسرے خط پر چار سلاطین، اور تیسرے خط پر چار کلیسیائیں۔ عدد "چار" عالمگیر ہونے کی نمائندگی کرتا ہے، لیکن یہ کسی مدنی یا مذہبی قوت کی بتدریج تباہی کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ کیا ظاہر کرتا ہے، اس کا تعین سیاق و سباق سے ہوتا ہے۔

اتوار کے قانون کے وقت پاپائی طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ جب پہلی بار پاپائیت کو اختیار ملا تو تیاری کا تیس سالہ دور تھا۔ پہلی چار کلیسیاؤں میں، چوتھی کلیسیا پاپائیت ہے، اور پہلی کلیسیا شاگردوں کی تھی جسے افسس کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ مسیحی کلیسیا کی پہلی تین نسلیں اسے چوتھی کلیسیا، تیاتیرہ، تک لے گئیں، جس کی نمائندگی ایزبل کرتی ہے۔ جب تیاتیرہ پر پہنچتے ہیں، تو 538 میں اورلیاں کی کونسل میں اتوار کا قانون نافذ کیا گیا؛ یوں، جب 1798 کا مہلک زخم بھر جاتا ہے تو ریاستہائے متحدہ میں اتوار کے قانون کی نشاندہی ہوتی ہے۔

1798 سے لے کر ریاستہائے متحدہ میں اتوار کے قانون تک کی تاریخ کی نمائندگی پہلی چار کلیسیائیں کرتی ہیں۔ چوتھی کلیسیا، تھیاتیرہ، اتوار کے قانون اور اس کے بعد ہونے والے پاپائی ظلم و ستم کی نمائندگی کرتی ہے۔ پہلی کلیسیا افسس، جس نے اپنی پہلی محبت کھو دی، چار مرحلوں پر مشتمل تدریجی تباہی کے انجام پر، یعنی تھیاتیرہ کے اتوار کے قانون پر جا کر ختم ہوئی۔ وہ نسل جو تھیاتیرہ کے

اتوار کے قانون تک لے جاتی ہے، پرگامس کی تیسری نسل ہے۔ تھیاتیرہ اتوار کے قانون سے لے کر مہلت کے خاتمے تک کی نمائندگی کرتا ہے، اور پرگامس تیسری نسل کے اس سمجھوتے کی نمائندگی کرتا ہے جو تھیاتیرہ کے لیے راستہ ہموار کرتا ہے۔ پرگامس کی تیسری نسل اور اس کے نمائندہ سمجھوتے کی پہلی تکمیل قسطنطین کے زمانے میں ہوئی، جس نے 321 میں سب سے پہلا اتوار کا قانون نافذ کیا۔ ریاستہائے متحدہ نے افسس کے برہ کے طور پر آغاز کیا، مگر جب وہ تھیاتیرہ کو دوبارہ تخت پر بٹھاتا ہے تو اژدہا کی طرح بولتا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کی بتدریج تباہی کی نمائندگی مکاشفہ کی پہلی چار کلیسائیں کرتی ہیں۔ بائبل کی نبوت کی چھٹی بادشاہی کی بتدریج تباہی چار نسلوں پر محیط ہے جو اتوار کے قانون تک لے جاتی ہیں، جہاں زمین کا درندہ اژدہا کی مانند بولتا ہے۔ آخری نسل کی نمائندگی اژدہا کرتا ہے، جو ایک رینگنے والا جانور ہے، جیسا کہ باغ عدن میں تھا، اور اسی وجہ سے یوحنا بپتسمہ دینے والے اور یسوع دونوں نے قدیم اسرائیل کی آخری نسل کو "افعیوں کی نسل" کہا۔

چوتھی اور آخری نسل یا تو "برگزیدہ نسل" ہے جو ایک لاکھ چوالیس ہزار کی نمائندگی کرتی ہے، یا اس کے بالمقابل "افعیوں کی نسل"۔ ایک طبقے نے مسیح کی شبیہ اختیار کی ہے، اور دوسرے نے حیوان—سانپ کی شبیہ اختیار کی ہے۔ افعیوں کی نسل کو خدا کے کلام میں چار مرتبہ صراحتاً بیان کیا گیا ہے۔ ہر مقام پر سیاق و سباق مختلف ہے۔

لیکن جب اُس نے بہت سے فریسیوں اور صدوقیوں کو اپنے بپتسمہ کے لیے آتے دیکھا، تو اُن سے کہا، اے سانپوں کے بچے، تمہیں کس نے خبردار کیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو؟ متی 3:7۔

اگر "افعیوں کی نسل" صرف ان چند فرقوں کے لوگوں کے بارے میں کچھ توہین آمیز باتیں ہوتیں جنہیں یوحنا ناپسند کرتا تھا، تو اس تعبیر کے بارے میں کہنے کو کچھ نہ ہوتا۔ لیکن خدا کے کلام میں ہر لفظ مقدس ہے، لہذا یوحنا نے صدوقیوں اور فریسیوں کو ایک مخصوص لقب دیا تھا۔ اس لقب کی تعریف نبوتی طور پر اسی عبارت کے سیاق و سباق سے متعین ہوتی ہے جہاں یہ استعمال ہوا ہے۔ اس عبارت میں یوحنا کو اپنی خدمت انجام دیتے ہوئے دکھایا گیا ہے، پھر صدوقی اور فریسی بیانیے میں داخل ہوتے ہیں۔ ابتدائی آیات میں یوحنا کو یسعیاہ کی "بیابان میں پکارنے والی آواز" کے طور پر شناخت کیا گیا ہے۔

ان دنوں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں منادی کرنے لگا، اور کہتا تھا: توبہ کرو، کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک ہے۔

کیونکہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں نبی یسعیاہ نے کہا تھا کہ

بیابان میں پکارنے والے کی آواز، خداوند کا راستہ تیار کرو، اس کی راہیں سیدھی کرو۔

اور وہی یوحنا اونٹ کے بالوں کا لباس پہنے ہوئے تھا اور اپنی کمر میں چمڑے کا کمر بند باندھے ہوئے تھا، اور اس کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھی۔

تب یروشلم، اور سارا یہودیہ، اور یردن کے اردگرد کا سارا علاقہ اس کے پاس نکل آیا، اور وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے دریائے یردن میں اس سے بپتسمہ لیتے تھے۔ لیکن جب اس نے بہت سے فریسیوں اور صدوقیوں کو اپنے بپتسمہ کے لیے آتے دیکھا تو ان سے کہا، اے افعیوں کی اولاد، تمہیں کس نے آنے والے غضب سے بھاگنے کی تنبیہ کی؟ متی 3:2-7۔

قدیم اسرائیل کی آخری نسل کو بیابان سے آنے والے ایک نبی نے "سانپوں کی اولاد" قرار دیا۔ یوحنا وہ نبی ہے جس نے ملاکی کے قاصد کی حیثیت سے عہد کے قاصد کے لیے راہ تیار کی، اور وہی یسعیاہ کے بتائے ہوئے بیابان میں پکارنے والی آواز بھی تھا۔

اگر ہم "پتے" کو ایک علامت سمجھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ "دعویٰ" کی نمائندگی کرتے ہیں۔ پہلا حوالہ آدم اور حوا سے ہے، جنہوں نے اپنی بے راستی کو انجیر کے پتوں سے ڈھانپا۔ وہ اس سے پہلے نور کا لباس، راستبازی کا لباس پہنے ہوئے تھے، مگر جب وہ چلا گیا تو انہیں احساس ہوا کہ وہ ننگے ہیں—لاودکپائی، جو سمجھتے ہیں کہ انہیں بس "دعویٰ کے پتوں" کے پیچھے چھپ جانا ہے اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ آگے چل کر اسی عبارت میں، یوحنا لاودکیہ کے یہودیوں کے اس رویے کے خلاف براہ راست بولتا ہے کہ وہ نجات کے لیے ابراہیم کی نسلی نسبت پر بھروسا کرتے ہیں، کیونکہ ان کا یہ گمان محض دعویٰ کے کھوکھلے پتے تھے۔ کسی شخص کا لباس بتاتا ہے کہ وہ کون ہے۔

درخت انسانوں اور بادشاہتوں کی علامت ہیں، اور پھل، شاخ، بیج، مٹی، پانی، جڑ اور ظاہر ہے کہ پتے — یہ سب اپنی جگہ مخصوص پیش گوئی کی علامتیں ہیں، لیکن ان حقیقتوں میں سے ہر ایک ان دوسری علامتوں کے ساتھ مربوط ہے جو پیش گوئی کے مختلف خطوط میں نمایاں کی گئی ہیں، جن میں وہ علامتیں استعمال ہوتی ہیں جن سے مل کر ایک 'درخت' بنتا ہے۔ یقیناً، پیش گوئی کے اعتبار سے درخت کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ زندگی یا موت کے امتحان کی نمائندگی کرتا ہے۔

وہ کپڑے جو یوحنا نے پہنے تھے اور وہ خوراک جو اُس نے کھائی تھی، یوحنا کے پیغام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ نبوتی خوراک—مثلاً قدیم اسرائیل کے آغاز میں من، یا آخر میں آسمانی روٹی—ضرور کھائی جانی چاہیے۔ یہ خوراک ایک نبوتی آزمائشی پیغام کی نمائندگی کرتی ہے جسے کھانا لازم ہے، کیونکہ یہ مسیح کا جسم اور اُس کا خون ہے۔ یوحنا کے پہنے ہوئے کپڑے اور اُس کی کھائی ہوئی خوراک اُس پیغام اور اُس قاصد کی شناخت کراتے ہیں جو مسیح کے لیے راہ تیار کرتا ہے۔ یوحنا اُس آخری قاصد کی نمائندگی کرتا ہے جو مسیح کے لیے راہ تیار کرتا ہے، اور مسیح وہی عہد کا فرشتہ ہے جو اتوار کے قانون کے وقت ناگہاں اپنے ہیکل میں آتا ہے۔ جب یہ واقعہ پیش آئے گا، تو نادان کنواریاں—جو لاودیکی بھی ہیں اور کھرپتوار بھی—ان لوگوں کی آخری چوتھی نسل کی نمائندگی کریں گی جو اپنے آپ کو ابراہیم کی جائز عہدی قوم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؛ بالکل اسی طرح جیسے فریسیوں اور صدوقیوں نے اُس زمانے میں کیا تھا جب یوحنا بیابان سے نمودار ہوا تھا۔

جان اونٹ کے بالوں کا لباس پہنا ہوا تھا، اور چمڑے کا ایک کمر بند باندھا ہوا تھا جس کے ساتھ ایسا بندھن لگا تھا جیسا مویشیوں کے جوئے کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ کھاتا تھا، اور اسی لیے اس کا پیغام ٹڈیوں کے بارے میں تھا، جو صحیفوں میں اسلام کی ایک اہم علامت ہیں، اور اس نے اپنے اسلام کے پیغام کو شہد کے ساتھ ملایا۔

اور بنی اسرائیل نے اس کا نام مٹا رکھا؛ اور وہ دھنیا کے بیج کی مانند سفید تھا؛ اور اس کا ذائقہ شہد سے بنے ہوئے پتلے بسکٹوں جیسا تھا۔ خروج 16:31

مَنْ خدا کے کلام کی ایک علامت ہے، اور اس کا ذائقہ شہد جیسا تھا؛ انبیاء اسے پیغام کے ذائقے کے طور پر بیان کرتے ہیں، اور انہیں اسے کھاتے ہوئے پیش کیا گیا ہے۔ جان نے اسلام کا وہ پیغام لایا جس کی نمائندگی ٹڈیوں اور اونٹ کی کھال اور اونٹ کے بالوں سے بنے ہوئے کمر بند سے کی گئی تھی۔ ٹڈی اور اونٹ دونوں اسلام کی علامتیں ہیں۔ اسلام کے اس پیغام میں خدا کے کلام کی وہ روشنی ملی ہوئی تھی جس کی نمائندگی "شہد" کے طور پر کی گئی ہے۔

تب یونتن نے کہا، میرے باپ نے ملک کو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ دیکھو، میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ میری آنکھیں کس طرح روشن ہو گئی ہیں، کیونکہ میں نے اس شہد میں سے تھوڑا سا چکھا ہے۔ 1 سموئیل 14:29

یوحنا صرف اسلام کے ایک پیغام کی نمائندگی نہیں کرتا تھا، بلکہ وہ ایلیاہ کی طرح بیابان سے آیا تھا؛ اور یوحنا نے محض شہد نہیں کھایا بلکہ جنگلی شہد کھایا، کیونکہ وہ بھی مسیح کی طرح اپنے زمانے

کے اُن اداروں میں تربیت یافتہ نہیں تھا جن کے پاس اپنے پیغام کا اپنا شہد تھا، جس کی نمائندگی فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر سے ہوتی تھی۔ یوحنا نے بیابان کا شہد کھایا، کیونکہ وہ اپنے زمانے کے مذہبی اداروں سے باہر روح القدس کے ذریعے تربیت پایا تھا۔ اُس زمانے کے عام کمر بند میں ایک قبضہ نما آلہ ہوتا تھا جس کے ساتھ آدمی اپنے اونٹ کے بالوں کا لباس باندھتا تھا۔ وہ قبضہ یوحنا کی نمائندگی کرتا ہے، جو زمینی مقدس مقام سے آسمانی مقدس مقام کی طرف ایک نقطہ عطف تھا۔

نبی یحییٰ دو ادوار کے درمیان رابطے کی کڑی تھے۔ خدا کے نمائندے کی حیثیت سے وہ اس لیے سامنے آئے کہ شریعت اور انبیاء کا مسیحی دور سے کیا تعلق ہے، یہ دکھائیں۔ وہ ایک کم تر روشنی تھے جس کے بعد ایک بڑی روشنی آنا تھی۔ یحییٰ کے ذہن کو روح القدس نے منور کیا تھا تاکہ وہ اپنی قوم پر روشنی ڈالیں؛ لیکن گرے ہوئے انسان پر اتنی صاف روشنی نہ کبھی چمکی ہے اور نہ کبھی چمکے گی جتنی کہ یسوع کی تعلیم اور نمونے سے صادر ہوئی۔ مسیح اور اس کی ماموریت دونوں کو، جو سپاہ دار قربانیوں میں بطور نمونہ ظاہر کیے گئے تھے، بس دھندلا ہی سمجھا گیا تھا۔ حتیٰ کہ یحییٰ نے بھی منجی کے وسیلہ سے آنے والی آئندہ، لازوال زندگی کو پوری طرح نہ سمجھا تھا۔  
The Desire of Ages, 220

یوحنا کا محوری لباس مسیح کے بپتسمہ کے عین موقع پر سامنے آتا ہے، جو نقطہ عطف تھا، اور اس کی علامت وہ جگہ تھی جہاں یوحنا بپتسمہ دے رہا تھا۔ اس جگہ کا نام بتھابرا تھا، جس کا مطلب 'کشتی گھاٹ' ہے، اور یہی وہ مقام ہے جہاں قدیم اسرائیل بیابان سے نکلتے ہوئے سرزمین موعود میں داخل ہوا تھا، بالکل اسی طرح جیسے یوحنا بیابان سے نکلا تھا۔

یقیناً، ایک لاکھ چوالیس ہزار کی تحریک ہی وہ ہے جس کی نمائندگی یوحنا کر رہا ہے، لیکن ہم صرف یہ نشاندہی کر رہے ہیں کہ جب یسوع نے بپتسمہ لیا، تو یہی وہ نسل تھی جسے اُس نے اور یوحنا نے "افعی کی نسل" کہا۔ یسوع خدا کے دس احکام کی شریعت کو عظمت دینے آیا تھا، اور بائبل کا ہر لفظ اسی کی طرف سے ملہم ہے؛ لہذا جب وہ قدیم اسرائیل کی آخری نسل کو "افعی کی نسل" کہتا ہے، تو وہ بخوبی جانتا ہے کہ دوسرا حکم اُس سزا کی نشان دہی کرتا ہے جو تیسری اور چوتھی نسل میں پوری کی جا رہی ہے۔

تیسری اور چوتھی نسلیں ایک تدریجی عدالت کی نمائندگی کرتی ہیں جو چوتھی نسل پر ختم ہوتی ہے، جو سانپوں کی نسل ہے۔ مسیح کا بپتسمہ 9/11 کی مثال ہے۔ لاودیکیائی سیونٹھ ڈے ایڈونٹسٹوں کی نسل اُس وقت سے اپنی آخری نسل میں ہے۔ فریسیوں اور صدوقیوں کے لیے یوحنا کا پیغام لاودیکیائی پیغام تھا۔

لیکن جب اُس نے بہت سے فریسیوں اور صدوقیوں کو اپنے بپتسمہ پر آتے دیکھا، تو اُن سے کہا،

اے سانپوں کی نسل، تمہیں کس نے خبردار کیا کہ آنے والے غضب سے بھاگ نکلو؟

پس توبہ کے لائق پھل لاؤ؛ اور اپنے دلوں میں یہ نہ کہو کہ ہمارا باپ ابراہیم ہے:

کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پتھروں سے ابراہیم کے لیے اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے۔

اور اب بھی کلہاڑا درختوں کی جڑ پر رکھ دیا گیا ہے؛ اس لیے جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹ ڈالا جاتا ہے اور آگ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ میں تو توبہ کے لیے تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں، مگر جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آورے؛ میں اس کے جوتے اٹھانے کے بھی لائق نہیں ہوں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ اس کے ہاتھ میں چھاج ہے، اور وہ اپنا کھلیان پوری طرح صاف کرے گا، اور اپنی گندم کو غلہ خانے میں جمع کرے گا؛ لیکن بھوسہ بچھ نہ سکنے والی آگ میں جلا دے گا۔

تب يسوع گليل سے يردن پر يوحنا کے پاس آیا تاکہ اُس سے بپتسمہ لے۔ متی ۷:۳-۱۳۔

يسوع گليل سے آئے۔ یہ يوحنا کے کمر بند کی قلاب اور بيت عبرہ کے مفہوم کے مطابق ایک نقطہ عطف کی علامت تھی۔ راہ تیار کرنے میں يوحنا کا کام اس وقت مسیح کے عہد کی توثیق کے کام میں بدل چکا تھا۔ تیس برس کی تیاری ختم ہو گئی تھی اور صلیب سے پہلے اور بعد کے ساڑھے تین برس شروع ہوئے۔

يوحنا کا پیغام يروشلم کی تباہی کے وقت آنے والے غضب کے بارے میں ایک تنبیہ تھا، ایسی تباہی جو دنیا کے خاتمے اور آخری سات بلاؤں کی بھی نمائندگی کرتی ہے۔ یہ تنبیہی پیغام اسلام کے تناظر میں پیش کیا گیا تھا، اور اسے ایک ایسے شخص نے پہنچایا جس نے نہ صرف ملاکی کے اس قاصد کی پیشگوئی پوری کی جو راہ تیار کرتا ہے، اور اشعیا کی "بیابان میں پکارنے والی آواز" کی پیشگوئی پوری کی، بلکہ الیاس کے پیغام کو بھی؛ کیونکہ يوحنا کا لباس الیاس کے لباس سے مشابہ تھا، جیسے يوحنا کا پیغام الیاس کے پیغام سے مشابہ تھا۔

اور اس نے ان سے کہا، وہ آدمی کیسا تھا جو تم سے ملنے کے لیے اوپر آیا تھا اور تم سے یہ باتیں کہیں؟ انہوں نے جواب دیا، وہ ایک بالدار آدمی تھا اور اپنی کمروں کے گرد چمڑے کا کمر بند باندھے ہوئے تھا۔ اس نے کہا، وہ تشبی کا ایلپاہ ہے۔ ۲ سلاطین ۷:۱، ۸۔

اگر وہ الیاس کے نہیں بلکہ يوحنا کے بارے میں یہ پوچھتے کہ "وہ کیسا آدمی تھا؟" تو انہیں جواب ملتا: "ایک بال دار آدمی، جس نے اپنی کمر پر چمڑے کا کمر بند باندھ رکھا تھا۔" يوحنا کی پوری چھ ماہ کی خدمت اُس مقام میں پیش کی گئی ہے جہاں آخری یعنی چوتھی نسل کو خاص طور پر شناخت اور متعین کیا گیا ہے۔ ان کے نام لاودیکیائی پیغام اُن کے اس دعوے پر براہ راست حملہ کرتا ہے کہ وہ خدا کے عہد کے لوگ ہیں؛ یہ آنے والے غضب سے خبردار کرتا ہے، جیسا کہ درختوں کی جڑوں پر پڑنے والے کلہاڑے کی تصویر سے ظاہر کیا گیا ہے۔ پیغام میں یہ بھی شامل تھا کہ مسیح اُس جانچ پرکھ کے عمل کو مکمل کریں گے جو يوحنا سے شروع ہوا تھا۔ بعد میں متی میں، يسوع يہودیوں کو "افعیوں کی اولاد" بھی کہتے ہیں، اور وہ يوحنا کے درخت کاٹنے کے موضوع سے بات کو آگے بڑھا کر اس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

یا تو درخت کو اچھا کرو اور اس کا پھل بھی اچھا؛ یا پھر درخت کو خراب کرو اور اس کا پھل بھی خراب، کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اے سانپوں کی اولاد، تم بد ہوتے ہوئے اچھی باتیں کیسے کہہ سکتے ہو؟ کیونکہ دل کی فراوانی سے منہ بولتا ہے۔ نیک آدمی اپنے دل کے نیک خزانے میں سے نیک چیزیں نکالتا ہے، اور برا آدمی اپنے دل کے برے خزانے میں سے بری چیزیں نکالتا ہے۔ لیکن تم سے کہتا ہوں کہ ہر وہ بیکار بات جو لوگ کہیں گے، عدالت کے دن اس کا حساب دیں گے۔ کیونکہ تیری باتوں سے تو راست ٹھہرایا جائے گا اور تیری ہی باتوں سے تو مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ متی 37-12:33

دوسرے حکم کے مطابق یوم عدالت چوتھی نسل میں ہوتا ہے۔ عدالت کا دارومدار اس پیغام پر ہے جو ہم بولتے ہیں، اور وہ پیغام ہمارے دلوں سے نکلتا ہے۔ یہی وہ پیغام ہے جو ہم بولتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم پطرس کی "منتخب نسل" ہیں یا "افعیوں کی نسل"۔ دونوں میں سے ہر گروہ ایک آزمائشی عمل کے اختتام پر ظاہر ہو جاتا ہے، جہاں مسیح مٹی صاف کرنے والے کی حیثیت سے اپنا فرش صاف کرتا ہے۔ جس طرح دس کنواریوں کی تمثیل میں تیل ہے، اسی طرح پیغام کی نمائندگی یا تو برے دل سے ہوتی ہے یا اچھے دل سے۔ مسیح کے حوالے سے مزید معلوم ہوتا ہے کہ یہ افعیوں کی نسل، جو چوتھی اور آخری نسل ہے، نشان کا مطالبہ کرتی ہے، اور انہیں دیا جانے والا واحد نشان یونس کا نشان تھا۔

تب فقیہوں اور فریسیوں میں سے کچھ نے جواب دیا اور کہا، اے استاد، ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اُس نے جواب دے کر اُن سے کہا، ایک بری اور زناکار نسل نشان ڈھونڈتی ہے، اور اسے کوئی نشان نہیں دیا جائے گا مگر نبی یونس کے نشان کے سوا۔ کیونکہ جیسے یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا، ویسے ہی ابن آدم تین دن اور تین رات زمین کے پیٹ میں رہے

گا۔ نینوہ کے لوگ اس نسل کے ساتھ عدالت میں اُٹھ کھڑے ہوں گے اور اسے مجرم ٹھہرائیں گے، کیونکہ انہوں نے یونس کی منادی پر توبہ کی تھی؛ اور دیکھو، یہاں یونس سے بڑا موجود ہے۔ جنوب کی ملکہ بھی اس نسل کے ساتھ عدالت میں اُٹھ کھڑی ہوگی اور اسے مجرم ٹھہرائے گی، کیونکہ وہ سلیمان کی حکمت سننے کے لیے زمین کے انتہائی دور حصوں سے آئی تھی؛ اور دیکھو، یہاں سلیمان سے بڑا موجود ہے۔ متی 12:38-42

یسوع مسیح یہودیوں کو 'افعی کی نسل' قرار دیتے ہیں، اور وہ عدالت کی مثالوں کے طور پر پیغام یونس اور حکمت سلیمان کا پیغام استعمال کرتے ہیں۔ یسوع سیاق و سباق اور دو گواہوں کے ذریعے اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ 'افعی کی نسل' چوتھی نسل ہے، کیونکہ چوتھی نسل ہی وہ ہے جس میں عدالت انجام پاتی ہے۔

ایک لاکھ چوالیس ہزار خود ایک علم، یعنی آخری دنوں کی نشانی ہیں—جس طرح خدا کی شریعت اور سبت نشانی ہیں۔ یونس کی نشانی جی اٹھنے کی نشانی ہے، جو کہ مسیح کے زمانے کے یہودیوں کے لیے اُس کا ہیبتسمہ تھا، جب روح القدس کیوتر کی صورت نازل ہوا۔ "یونس" کا مطلب "کیوتر" ہے۔ یونس، یوحنا مکاشفہ نگار، دانی ایل، یوسف اور لعزر ایک لاکھ چوالیس ہزار کی نمائندگی کرتے ہیں، جو ساڑھے تین دن تک گلی میں مردہ پڑے رہنے کے بعد زندہ کیے جاتے ہیں۔ اس موقع پر وہ لاؤدیقیہ والوں سے فدلغیہ والوں میں منتقل ہوتے ہیں، اور یوں اٹھواں بن جاتے ہیں جو سات میں سے ہے۔ یونس ہیبتسمہ کی نمائندگی کرتا ہے، کیونکہ اسے پانی میں پھینکا گیا اور جب اسے بڑی مچھلی نے نگل لیا تو وہ علامتی طور پر مر گیا۔ پھر وہ جی اٹھا؛ اسی طرح یوحنا بھی، جب اسے کھولتے ہوئے تیل سے نکالا گیا؛ اور اسی طرح دانی ایل جب اسے شیروں کی ماند سے نکالا گیا؛ اور اسی طرح یوسف جب اسے گڑھے سے نکالا گیا؛ اور لعزر بھی، جو زمانہ مسیح میں مہر بندی کا معجزہ تھا۔ یہودی یونس کی نشانی کو، جو مسیح کے جی اٹھنے سے ظاہر ہوئی، اس سے زیادہ صاف نہ دیکھ سکے جتنی صاف ایڈونٹسٹ ازم 9/11 کی نشانی—جو یونس ہی کی نشانی ہے—کو دیکھتا ہے۔

ہم ان موضوعات کو اگلے مضمون میں جاری رکھیں گے۔

خدا کے لوگوں—قریب ہوں یا دور—تک پہنچنے والے انتباہ کا بار اب تیسرے فرشتے کا پیغام ہے۔ اور جو لوگ اس پیغام کو سمجھنے کی تلاش میں ہیں، خداوند انہیں کلام کا ایسا اطلاق کرنے کی راہ نہ دکھائے گا جو اس بنیاد کو متزلزل کر دے اور اس ایمان کے ستونوں کو ہٹا دے جس نے سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹوں کو آج وہ بنایا ہے جو وہ ہیں۔ وہ سچائیاں جو خدا کے کلام میں منکشف پیشگوئی کی لکیر پر آگے بڑھتے ہوئے اپنی ترتیب کے ساتھ کھلتی چلی آئیں، آج بھی سچ ہیں—مقدس، ابدی سچائیاں۔ جنہوں نے ہماری سابقہ تجرباتی تاریخ میں قدم بہ قدم یہ میدان طے کیا، اور پیشگوئیوں میں سچائی کی کڑیوں کو دیکھا، وہ ہر کرن نور کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے تیار تھے۔ وہ دعا کر رہے تھے، روزہ رکھ رہے تھے، تلاش کر رہے تھے، سچائی کے لیے ایسے کھدائی کر رہے تھے جیسے چھپے ہوئے خزانے کے لیے، اور ہم جانتے ہیں کہ روح القدس ہمیں سکھا اور رہنمائی کر رہا تھا۔ بہت سے نظریات پیش کیے گئے جو سچائی کی ایک گونہ شبابت رکھتے تھے، لیکن غلط تعبیر شدہ اور غلط اطلاق شدہ آیات کے ساتھ یوں ملے جلے تھے کہ انہوں نے خطرناک گمراہیوں تک پہنچایا۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ سچائی کے ہر نکتے کو کیسے قائم کیا گیا، اور کس طرح خدا کے روح القدس نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اور اسی دوران یہ آوازیں سنائی دیتی رہیں: 'یہی سچائی ہے،' 'سچائی میرے پاس ہے؛ میرے پیچھے آؤ۔' مگر یہ تنبیہیں بھی آئیں: 'ان کے پیچھے نہ جانا۔ میں نے انہیں نہیں بھیجا، لیکن وہ خود دوڑ پڑے۔' (یرمیاہ 23:21 دیکھیں۔)

خداوند کی رہنمائی نمایاں تھی، اور حق کیا ہے اس بارے میں اُس کے مکاشفات نہایت حیرت انگیز تھے۔ ہر ہر نکتے کو آسمان کے خداوند خدا نے قائم کیا۔ جو اُس وقت سچ تھا، آج بھی سچ ہے۔ لیکن آوازیں مسلسل سنائی دیتی رہتی ہیں—'یہی حق ہے۔ مجھے نئی روشنی ملی ہے۔' مگر نبوتی

خطوط میں یہ نئی روشنیاں کلام کے غلط اطلاق میں ظاہر ہوتی ہیں اور خدا کے لوگوں کو ایسا بے لنگر سرگرداں کر دیتی ہیں کہ انہیں تھامنے کو کوئی لنگر نہ رہے۔ اگر کلام کا طالب علم اُن سچائیوں کو لے لے جنہیں خدا نے اپنی قوم کی رہنمائی میں ظاہر کیا ہے، اور ان سچائیوں کو اختیار کرے، انہیں ہضم کرے، اور انہیں اپنی عملی زندگی میں لے آئے، تو وہ پھر روشنی کے زندہ وسیلے بن جائیں گے۔ لیکن جنہوں نے اپنے آپ کو نئے نظریات کی کھوج میں لگا دیا ہے، اُن کے ہاں حق و باطل کا آمیزہ ہے، اور جب انہوں نے ان چیزوں کو نمایاں کرنے کی کوشش کی، تو انہوں نے ثابت کر دیا کہ انہوں نے اپنی شمع الہی مذبح سے نہیں جلائی، اور وہ تاریکی میں بجھ گئی۔ منتخب پیغامات، کتاب 2، صفحات 103، 104۔